سفرناموں کی علمی، ادبی اور سماجی اہمیت

Academic, literary and social significance of travelogues

ڈاکٹر روبینہ پروین[1]

Abstract:

Travelogue is a genre in which the traveller describes in writing all the incidents, accidents and observations that occur during the journey. An important genre of travelogue is prose which reveals the customs, culture, political, economic, geographical and educational situations of other countries and regions. This article will highlight the importance of travelogues.

Keywords: Travelogue, importance, observations, countries, customs, Academic, literary, social.

سفرنامہ ایک ایسی صنفِ ادب ہے جس میں سفر کرنے والا دورانِ سفر پیش آنے والے واقعات، حادثات اور مشاہدے میں آنے والی ہر چیز کو تحریری صورت میں بیان کرتا ہے۔ سفرنامہ ایک اہم صنفِ نثر ہے جس کے ذریعے دوسرے ملکوں اور علاقوں کے رسم و رواج، تہذیب و ثقافت، سیاسی، اقتصادی، جغرافیائی اور تعلیمی صورتِ حال کا پتہ چلتا ہے۔ اس مقالے میں سفرناموں کی علمی، ادبی اور سماجی اہمیت پر روشنی ڈالی جائے گی۔

کلیدی الفاظ: سفر نامہ، اہمیت، مشاہدات، ممالک، رسم و رواج، علمی، ادبی، سماجی

سفر نامہ نثری ادب کی بیانیہ صنف ہے جس میں سفر کرنے والا اپنی آنکھوں دیکھے واقعات، تجربات اور مشاہدات کو تحریری طور پر بیان کرتا ہے۔ اس میں نہ صرف خارجی حالات کا بیان ہوتا ہے بلکہ اندرونی جذبات و احساسات کا اظہار بھی پایا جاتا ہے۔ اس لیے سفر نامے میں مشاہدے کی ضرورت زیادہ پائی جاتی ہے۔ جس شخص کا مشاہدہ جتنا وسیع ہو گا وہ اتنا ہی عظیم ادب تخلیق کرے گا۔ سفر نامہ نگار جن کیفیات سے خود دوچار ہوتا ہے اور نظریں جن مناظر کو اپنے اندر جذب کرتی ہیں۔ ان تمام حالات و واقعات میں قاری کو شریک کرتا ہے۔ سفر نامے اپنے اندر لطف و حسن کے علاوہ دلچسپ معلومات، حادثات و واقعات، ضروری اور غیر ضروری تفصیلات کی کافی گنجائش رکھتے ہیں۔ ان کے ذریعے ہمیں ملکوں، قوموں، انسانوں کا رہن سہن، جغرافیائی اور تاریخی حالات و واقعات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔

سفر نامہ کو اردو ادب میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ دوسری اصناف کی مانند اس میں بھی تخلیقی

---

[1] شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

تجربات کی کار فرمائی پائی جاتی ہے۔ قدیم سفر نامے صرف خارج کا بیانیہ ہوتے تھے مگر اب سفر نامہ ایک تخلیقی ادب میں شمار ہوتا ہے۔ سفر نامہ دنیا کے ہر ادب کی ایک مستقل صنف ہونے کے ناطے سے کچھ بنیادی تقاضے رکھتا ہے جو اسے دوسرے اصناف سے الگ کرتا ہے۔ پہلی یہ کہ جو کچھ بیان کیا گیا ہو سیاح اس سے خود بھی گزرا ہو اور جب وہ بیان کرے تو اس سے وہی لطف حاصل ہو جو کسی ادب پارے کی نثر کے مطالعے سے ہوتا ہے۔

سفر نامہ میں احساسات و جذبات کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ خارجی واقعات اور معاشرتی حالات کی تصویر کشی بھی پائی جاتی ہے۔ان تمام لوازمات نے سفر نامے میں ایک ادبی ستان پیدا کر دی ہے اور یہ اہم ترین نہیں صرف اہم ادب کی ایک اہم صنف مانا جاتا ہے۔ سفر ناموں میں سفر نامہ نگار جہاں اپنی روداد سفر کو بیان کرتا ہے، وہاں اس ملک کے لوگوں کی تہذیب و معاشرت، رہن سہن، جغرافیائی حالات اور علم و ادب کے بارے میں بھی معلومات فراہم کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ کسی ملک کی ادبی تحریکوں، وہاں کے ادبی مباحثوں اور مشاعروں کے بارے میں بھی تفصیل مہیا کرتا ہے۔

رئیس احمد جعفری سفر نامے کی ادبی اہمیت یوں بیان کرتے ہیں:

> سفر نامہ علمی و ادبی اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ واحد ادب ہے جس کا تقریباً تمام اہم معاشرتی علوم سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ مورخوں، سوانح نگاروں اور جغرافیہ دانوں نے اس صنف سے بہت فائدہ اٹھایا ہے اور اسی وجہ سے دنیا کی تمام بڑی چھوٹی زبانوں کے ادبیات میں سفر ناموں کو ایک بہت اہم مقام حاصل ہے۔[۱]

اس طرح اس بات سے قطعی انکار ممکن نہیں ہے کہ ملکوں کے سیاسی اتار چڑھاؤ اور انقلاب کا اثر وہاں کے سماجی، اقتصادی، ثقافتی، معاشرے اور ادب پر بھی پڑتا ہے اور یہ تمام تبدیلیاں اور تاریخی واقعات کا احوال سفر ناموں میں پایا جاتا ہے۔ اس حوالے سے سفر ناموں کی نہ صرف تاریخی اور سماجی اہمیت ہے بلکہ ادبی اور معاشرتی اہمیت بھی مسلم ہے۔ مولانا شبلی نعمانی کا سفر نامہ روم و مصر و شام اور محمد حسین آزاد کا سیر ایران کی ادبی اہمیت کے بارے میں ڈاکٹر قدسیہ قریشی لکھتی ہیں:

ان کے سفر نامہ کی اہمیت صرف سفر نامہ کی حیثیت سے جو کچھ ہے وہ ہے ہی لیکن اس سے بھی زیادہ اس سفر نامہ کی ادبی اہمیت ہے کیونکہ مولانا نے اپنے سفر نامے میں سفری حالات و واقعات کے علاوہ وہاں کی ادبی تحریکوں کا بڑا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ ان کے سفر نامے کی علمی اور ادبی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔[۲]

ناول اور افسانے کے بعد سفر نامہ اب مقبول ترین صنف ادب بن چکا ہے۔ دیگر اصناف کی طرح سفر نامہ نگاری بھی ایک فن ہے جسے کمال کی بلندیوں تک پہنچانے کے لیے زبان و بیان کی خوبیوں کا ہونا بھی اشد ضروری ہے۔ دلچسپ انداز و بیان سفر نامے کو ادبی حسن بخشتا ہے۔ بقول رفیع الدین ہاشمی:

سفر نامے کی عمدگی اور خوبصورتی دو باتوں پر منحصر ہوتی ہے۔ ایک واقعات سفر کی نُدرت و جدت اور دوسرے انداز و بیان میں تازگی، دلچسپی اور مقبولیت کے لحاظ سے ایک معیاری سفر نامہ ناول اور افسانے سے کسی بھی طرح کم نہیں۔ دور جدید میں اردو اصنافِ نثر میں سفر نامہ ایک امتیازی اور منفرد صنف کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔[۳]

سفر ناموں سے کسی خطے کے لوگوں کی سماجی، اخلاقی، مذہبی، زندگی کے ساتھ ساتھ وہاں کے علمی ادبی رجحان کا بھی پتہ چلتا ہے۔ سفر نامے کی ادبی اہمیت کے بارے میں ڈاکٹر انور سدید یوں رقم طراز ہیں:

سفر ناموں میں شخصیتوں کی تصویریں ہی نہیں ابھرتیں بلکہ علمی و ادبی مجالس کا حال و احوال اور مختلف علاقوں کی ادبی صورتحال بھی نظر آتی ہے۔ یوں ان کا سفر نامہ، "احباب نامہ"، "محبت نامہ" اور "عقیدت نامہ" ہونے کے ساتھ ادب نامہ بن جاتا ہے۔[۴]

سفر ناموں کی سب سے بڑی سماجی اہمیت یہ ہے کہ معاشرے کے بارے میں جو چیزیں اور واقعات بڑی بڑی کتابوں میں نہیں، مختلف سفر ناموں میں ان کے بارے میں تفصیلات مل جاتی ہیں۔ سفر نامہ اپنے عہد کی خاص رسم و رواج، تہذیب و معاشرت، شادی بیاہ کی رسومات، آداب و اخلاق، نشست و برخاست، سب کے بارے میں اپنے پورے سیاق و سباق کے ساتھ پیش کر دیتا ہے۔ وہ جس واقعہ کو جس انداز سے دیکھتا اور محسوس کرتا ہے، پیش کر دیتا ہے۔ اس طرح سفر نامہ سیاسی و سماجی، تہذیبی و تمدنی حالات کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ پروفیسر

تنویر حسین سفر نامہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

> سفر نامہ نگار اپنے ملک کی سیر و سیاحت کرے یا بیرون ملک کاروبار، سیاحت اور تعلیم کے لیے جائے تو اپنے دوران سفر پیش آنے والے حالات و اقعات کو اس ملک یا خطے کے جغرافیائی، تاریخی، سماجی، تہذیبی، اور ثقافتی پس منظر میں پیش کرے۔[۵]

تنویر حسین کے اس اقتباس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ سفر نامے کے لیے ضروری اصول کون سے ہونے چاہئیں۔ ان کے مطابق سفر نامہ میں ملکوں کی اقتصادی، تاریخی، جغرافیائی حدود کے متعلق اور سماجی و تہذیبی حالت کے بارے میں بھی مفصل بیان ہونا چاہیے۔ اس طرح تمام قدیم سفر نامے زیادہ تر اسی طرز پر لکھے گئے ہیں۔ عجائبات فرنگ میں یورپ کی تہذیب و معاشرت کے متعلق یوسف کمبل پوش نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اسی طرح سفر ناموں کی سماجی اہمیت کے لحاظ سے ابن بطوطہ کا سفر نامہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ وہ چودھویں صدی عیسوی میں ہندوستان آیا اور اس نے اپنے سفر نامے میں ہندوستان کی تہذیبی اور معاشرتی حالات کی بڑی عمدہ تصویر کشی کی ہے۔ مولوی عبیدالرحمان خان، ابن بطوطہ کے سفر نامے کی سماجی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

> وہ مختلف علوم و فنون میں دستگاہ رکھنے کے ساتھ ساتھ نگاہِ دور بین رکھتا تھا۔ اس لیے وہ جہاں بھی کہیں گیا، وہاں کے سیاسی، سماجی، علمی اور ادبی حالات کا مطالعہ بڑی دقیقہ رسی کے ساتھ کیا۔ وہ کہیں بادشاہوں کے دربار میں اعزاز و اکرام کی بڑی کرسی پر نظر آتا ہے تو کبھی بڑی صوفیائے کرام کی مجلس وجد و حال میں شریک دیکھا جاتا ہے۔ اس بناء پر اس کا سفر نامہ جہاں بے حد دلچسپ اور دل آویز ہے وہاں پر نایاب اور بیش قیمت معلومات کا گنجینہ بھی ہے۔ ان میں بھی بہت سے معلومات ایسی ہیں جو کسی دوسرے ذریعہ سے حاصل نہیں ہوسکتی۔[۶]

اس طرح دوسرے بہت سے چینی، فرانسیسی عرب سیاح ہندوستان میں آئے اور انھوں نے اپنے سفر ناموں میں یہاں کے تاریخی، تمدنی، جغرافیائی، معاشرتی اور تہذیب کے بارے میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ابتداء سے ہی ہندوستان اپنے مخصوص تہذیب و تمدن کے سبب غیر ملکی سیاحوں کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔

ڈاکٹر قدسیہ قریشی فرانسیسی سیاح ڈاکٹر ''برنئیر'' کے سفر نامہ کی اہمیت کے ضمن میں کہتی ہیں:

ڈاکٹر برنیر فرانسیسی سیاح ۱۶۵۵ء میں اورنگزیب کے عہد میں ہندوستان آیا۔ برنیر نے شاہجہان، دارا اور اورنگزیب کے حالات لکھنے میں اپنا زورِ قلم خوب صرف کیا۔ وہ فلسفہ کا عالم تھا، اس نے ہمارے ملک کے حالات کا جائزہ لیا اور اپنے سفر نامہ میں تمام حالات کا تفصیلی ذکر کیا ہے، مغل عہد کی داستان بیان کی ہے۔ مذہبی، تہذیبی، تمدنی، معاشرتی، علمی، فنی، غرض ہر پہلو کو بڑی وضاحت سے قلمبند کیا، کچھ اندرونی حالات، شہزادوں کا معاشقہ اور انکی رنگ رلیاں، رؤوسا اور امراء اور عمائدین شہر کی رنگ رلیاں بھی بیان کی گئی ہیں۔ ملک کی تجارت اور پیداوار کا بھی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔[۷]

سفر نامے کسی بھی ملک کے سماج کی اہم دستاویز ہوتے ہیں۔ ان کے ذریعے ایسی معلومات ملتی ہیں جو کسی اور کتب میں اتنی تفصیل کے ساتھ ہی نہیں ملتی۔ معاشرے میں موجود ایک چیز کی عکاسی میں سفر نامے کا کوئی ثانی نہیں جیسا کہ مغلوں کے عہد کی شان و شوکت، ان کا اپنی رعایا کے ساتھ برتاؤ اور اس عہد کی رسومات حتیٰ کہ لوگوں کی ترجیحات اور پسند ناپسند کے بارے میں جاننے کے لیے اس عہد کے سفر ناموں کا مطالعہ بڑا ناگزیر ہے۔

قدیم سفر ناموں میں موجود معلومات کسی لگی لپٹی اور مبالغے سے مبرا ہوتی ہیں اور جس طرح سفر نامہ ،تاریخ، جغرافیہ، سماجیات، ادب، صنعت و حرفت، سیاست، معاشیات، مذہب وغیرہ سب کا احاطہ بڑی دل آویز زبان و بیان کے ساتھ کرتا ہے اسی طرح ہر شعبۂ زندگی کے بارے میں معلومات کسی ایک کتاب میں ملنا ممکن نہیں ہوتی۔ سفر نامے میں کسی خطے یا ملک کی تہذیب و معاشرت کی ایسی جاندار عکاسی کی گئی ہوتی ہے کہ جسے پڑھ کر وہاں کے لوگوں کے رہن سہن، رسم و رواج اور ان کی طرزِ زندگی سے آشنا ہوتے ہیں مگر ان تمام کو بیان کرنے کے لیے سفر نامہ نگار کے پاس مشاہدے کی گہرائی اور گہرائی کا ہونا بہت ضروری ہے وہ جتنا باریک بین ہو گا اتنا ہی گردوپیش کی منظر کشی کرنے پر قادر ہو گا اور اس کے پاس حسن و قبیح کو پرکھنے کی آنکھ ہو کہ جس تجربات و مشاہدات سے وہ خود گزرا ہے، قاری کو بھی اس میں شامل کرے۔ سفر نامے کی سماجی اہمیت کے

متعلق آغا محمد طاہر سیر ایران کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

> سفر ناموں میں انسانی زندگی کے ان گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے جو تاریخ، ادب اور جغرافیہ کی دوسری کتابوں میں تاریک چھوڑ دیئے گئے ہیں جیسے معاشرتی طور طریق، رواج و عقائد، مذہبی تعلقات، تجارتی و صنعتی خصوصیات، فرقے، زبانیں، شکل و صورت سفر ناموں کی ایسی خصوصیات ہیں جس نے اسی کو جغرافیہ کی دوسری کتابوں سے منفرد کر دیا ہے۔[۸]

سفر نامے معلومات کا بہت بڑا ذخیرہ فراہم کرتے ہیں۔ ان کے ذریعے لوگوں کا معیارِ زندگی، عادات، عمارتوں کی بناوٹ، مذہبی تہواروں کا ذکر، کسی ایک علاقے یا ملک کی سماجی زندگی کا نقشہ ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ یوسف کمبل پوش اپنے سفر نامے میں مصر کی سماجی زندگی اس طرح پیش کرتے ہیں:

> ستیسویں تاریخ فروری ۱۸۳۸ء کے بموجب رسم اس ملک کے ہم گدھے پر سوار ہوئے اور عنایت پر نکل صاحب سے ایک چوب دار بادشاہی راہ بتانے کے لیے ساتھ لے کر بازار کا تماشا دیکھنے چلے۔ ہر ایک دوکان اور تنگی راہ وہاں کی اور خرید و فروخت اشیاء کی مثل بنارس کے تھی، مگر ساخت بازار میں البتہ صورت دوسری یعنی یہاں درمیان دوکانوں کے چھپّر گھاس پھوس کا ڈالا ہے، بہ سبب اس کے مینھ اور غبار سے صحن بازار کا بچتا ہے۔ دوکانیں حلوائیوں اور باورچیوں کی مانند، دوکانوں ہندوستان کے آباد نان بائیوں کی دوکان پر ترک و عرب روٹی کھا رہے تھے۔ دل شاد، چھوارا، بیچنے والے دوکانوں پر بیٹھے چھوارہ بیچتے تھے، مکھیوں کے ان پاس ہجوم تھے۔[۹]

سفر ناموں کی تہذیبی اور تمدنی اہمیت بھی مسلم ہے۔ سفر ناموں سے بہت سے ایسے حالات و واقعات، رسم رواج، آداب و اخلاق لوگوں کا آپس کا میل ملاپ، رکھ رکھاؤ، لوگوں کا سیاسی اور سماجی نقطۂ نظر کا علم ہوتا ہے جو عام کتابوں میں نہیں ملتے۔ ان تمام کو سفر نامہ نگار اپنے نقطۂ نظر سے پیش کرتا ہے۔

تمدن کسی خطے یا ملک میں انسانوں کے مل جل کر رہنے کے طریقے، طرز معاشرت اور کسی نظام کے تحت زندگی گزارنے کا نام ہے۔ انسائیکلوپیڈیا میں تمدن موروثی فنی کارناموں، تکنیکی طریقوں، تصورات،

عادات، اور قدروں پر مشتمل ہے۔

سفر ناموں میں سیاح نگری نگری گھوم کر اپنے تجربات و مشاہدات کو بیان کرنے ساتھ ساتھ لوگوں کی زندگی کے ہر ایک زاویے کو بغور مشاہدے اور تجزیے کے بعد بیان کرتا ہے۔ وہ چھوٹے سے چھوٹے واقعے اور طرزِ معاشرت کو سفر نامے میں لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اس طرح سے قاری سیاح کے تجربات میں شامل ہو کر اور اس خطے کے لوگوں کے رہن سہن سے آشنا ہو کر لطف محسوس کرتا ہے۔ ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں کہ:

> سفر نامہ محض سیاح کے ذوقِ سفر کو ہی آسودہ نہیں کرتا بلکہ یہ رنگ، نسل، زبان، اور عقیدے کے اختلاف کے باوجود ایک ملک کو دوسرے ملک سے اور ایک انسان کو دوسرے انسان سے متعارف کرانے اور ان کے درمیان پل تعمیر کرنے کا وسیلہ بھی ہے اور اس سے کسی ملک کی جغرافیائی، تاریخی، تہذیبی اور تمدنی معلومات بھی حاصل ہو سکتی ہیں۔[۱۰]

سفر نامہ کے ذریعے کسی ملک یا شہر کے بارے میں حتیٰ کہ وہاں کی زبان و ادب، مذہبی رجحان، تہذیب، و معاشرت، وہاں کا تمدن، لوگوں کے عقائد وغیرہ کے بارے میں حالات کا علم ہوتا ہے۔ سفر نامہ نگاروں نے اپنی طبع کے مطابق مختلف زاویوں سے حالات کا جائزہ لیا اور کسی نے تاریخی پہلو اور کسی کے ملک کے جغرافیے کو اور کسی نے عمارتوں، بازاروں، سڑکوں کو اور کسی نے تہذیب و معاشرت کو بیان کرنے کو اہمیت دی اس طرح سفر نامہ معلومات کی فراہمی کا عمدہ وسیلہ ہے۔ ڈاکٹر قدسیہ قریشی سفر نامے کی تمدنی اہمیت یوں بیان کرتی ہیں:

> ہر زبان کے ادب میں سفر ناموں یا سیاحت ناموں کی ایک خاص اہمیت رہی ہے۔ یہ وہ صنف ادب ہے کہ جو معلومات بھی بہم پہنچاتی ہے۔ بصیرت بھی دیتی ہے اور پڑھنے والے کو تخلیقی ادب کا لطف بھی اور انبساط بھی فراہم کرتی ہے۔ اس کے ذریعے قاری دنیا کی دوسرے قوموں کے تہذیبی، جغرافیائی اور تمدنی حالات کی آگاہی حاصل کر کے انسانی فطرت کی وسعتوں سے آشنا ہوتا ہے۔[۱۱]

سفر نامے کے ذریعے قاری گھر بیٹھے دوسری قوموں اور دوسرے خطوں کی سیر سے محظوظ ہوتا ہے۔ وہ سیاح کے ساتھ ساتھ ان نظاروں اور سڑکوں پر گھومتا ہے جو حقیقت میں اس کی دسترس سے دور ہیں۔ سفر نامہ نگار دو طرح سے قاری پر احسان کرتا ہے۔ ایک تو اس طرح کہ وہ اپنی انگلی پکڑا کر قاری کو ان پہاڑوں، آبشاروں اور بازاروں میں گھوماتا ہے یہاں وہ خود سیاحت کے مزے لیتا رہا ہے اور دوسرا وہ اُس لطف و سرور میں شامل کرتا ہے جس سے وہ خود دوچار ہوا تھا۔

سفر ناموں کے ذریعے زندگی کے تمام شعبوں کے بارے میں معلومات ملتی ہے کیونکہ سیاح اپنا بہت سا وقت لوگوں کے درمیان گھومتا پھرتا ہے اور وہ نظام حکومت کا جائزہ لیتا ہے۔ حکمران وقت کا اپنی رعایا کے ساتھ سلوک، دینی نظریات، علماء اور بزرگانِ دین کی تعلیمات کا پرچار بھی کرتا ہے۔ سفر نامے میں بہت سے واقعات ایسے ملتے ہیں جن سے وہاں کی تہذیب و تمدن کا پتہ چلتا ہے نواب لیاقت جنگ بہادر کا سفر نامہ یورپ و امریکہ سے اقتباس ملاحظہ ہے:

> مجھے امریکن لوگ طبیعت سے خشک معلوم ہوتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ دولت کی وجہ سے ان میں رعونت آگئی ہے اور ہر وقت دولت پیدا کرنے اور کاروبار کو آگے بڑھانے کی فکر میں رہتے ہیں اس لیے مروت کا فقدان ضروری ہے۔۔۔ سفید فام عورتیں جہاں کتوں سے انتہائی محبت رکھتی ہیں۔ انکے مرد حبشیوں سے کتوں سے بھی بدتر برتاؤ کرتے ہیں۔[۱۴]

سفر نامے کسی معاشرے کی بود و باش لوگوں کے رہن سہن اور ان کی روایات و عقائد کو جاننے میں بڑی مدد فراہم کرتے ہیں۔ علم حاصل کرو خواہ تمھیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ علم کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ انسان مہد سے لحد تک جاننے کے عمل سے گزرتا رہتا ہے۔ سفر نامہ بھی ایسی صنف ہے کہ جاننے کی جستجو سیاح کو ملکوں ملکوں، قریہ قریہ گھومنے پر مجبور کیے رکھتی ہے اور سیاح اپنی اسی عادت کی وجہ سے کبھی ایک جگہ ٹھہر نہیں پاتا۔ وہ اپنی دور بین نگاہوں سے کائنات کا مشاہدہ کر کے اپنے واقعات اور جذبات میں دوسروں کو شریک کرتا ہے۔ وہ جہاں جہاں سے گزرتا ہے اس کو اپنے دل پر نقش کر لیتا ہے اور دوسرے ملکوں اور دوسرے

لوگوں کی ایک ایک بات کو دوسرے لوگوں تک پہنچانے کو فریضہ سمجھ کر اچھی بری باتوں کو بیان کر دیتا ہے۔ اس کے اس عمل سے حالاتِ حاضرہ اور واقعات پر روشنی پڑتی ہے۔ جس سے ان جگہوں اور حالات و واقعات سے دوسرے لوگ بھی واقف ہو جاتے ہیں اور اس سے انکے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر قدسیہ قریشی مذہبی سفر ناموں کی علمی اہمیت بیان کرتی ہیں:

> مذہبی سفر ناموں کی تعلیمی اہمیت بھی ہے۔ ان سے ایک طرف مذہبی تعلیمات حاصل ہوتی ہیں اور دوسری طرف متعلقہ ممالک کی زندگی سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ کیوں کہ جو بھی حج کر کے آتا ہے۔ وہ یہ سوچتا ہے کہ میں اپنے خیالات اپنے تجربات دوسروں تک پہنچاؤں، چونکہ یہ سفر نامے مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے ان میں سب سے پہلے مذہب کے بارے میں لکھا جاتا ہے۔ حج اور اس کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ حج، عمرہ، اور تمام ارکان حج کی تفصیلات ان سفر ناموں میں مل جاتی ہے۔ بعض سفر ناموں میں دعائیں بھی لکھی ہوئی ہیں۔ مذہبی سفر نامے دنیاوی اور دینی دونوں لحاظ سے مفید اور اہم ہیں۔[۱۳]

سفر نامہ داستانی ادب کی پیداوار ہے۔ داستان کا ہیرو سالوں کسی نہ کسی مہم پر محو سفر رہتا تھا اور راستے میں پیش آنے والی ہزار ہا مشکلات اور حادثات سے نبرد آزما ہنے کے بعد اپنی منزل کو پاتا تھا اور پھر ہنسی خوشی وطن لوٹ آتا تھا۔ ایک طرح سے داستان بھی سفر نامہ ہی ہے مگر دونوں فنی لوازمات مختلف ہیں۔ دونوں کے اصول یکسر الگ الگ ہیں۔ اصول خواہ کچھ بھی ہوں، دونوں میں سفر کی روداد بیان کی جاتی ہے۔ سیاح یا مسافر سفر سے واپسی کے بعد زبانی یا تحریری طور پر اپنے تجربات اور مشاہدات میں دوسروں کو شامل کرنے کی غرض سے سفری روداد بیان کرتا ہے تاکہ دوسرے لوگ بھی دیس پردیس کے شہروں، ادیبوں، عالموں، کتابوں، مجلسوں، تعلیمی اداروں اور علمی و ادبی مباحثوں سے واقف ہوں۔ سفر نامہ نگار اپنی مباحث بھی بیان کرتا ہے جسے پڑھ کر قاری کے علم میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ ان دیکھے دیسوں کی سیر اور بہت سے لوگوں سے سفر نامے کے ذریعے ملاقات کر کے خوشی محسوس کرتا ہے۔ سفر نامہ نگار جب کسی ملک کی سیاحت پر ہوتا ہے تو وہ صرف

مناظرِ قدرت کا ہی مشاہدہ نہیں کرتا بلکہ وہاں کی علمی، ادبی، فنی اور صنفی اداروں کے بارے میں بھی معلومات جمع کرتا ہے۔ اس طرح سفر نامہ صرف محض حالات سفری ہی پیش نہیں کرتا بلکہ معلوماتی اور علمی صحیفہ بھی ہوتا ہے۔ ڈاکٹر اسلم فرخی لکھتے ہیں:

> قدیم سیاح بڑی محنت اور دیدہ ریزی سے دور دیس کے کوچہ و بازار کی رونق عجائب و غرائب، جغرافیائی اور تاریخی نوادر اور معاشی کیفیات کی تفصیل قلم بند کرتے تھے۔ پڑھنے والے ان کے تفصیلی بیان سے گھر بیٹھے جغرافیہ اور تاریخ دونوں سے بھرپور استفادہ کر لیتے تھے۔ لیکن اب یہ ساری تفصیل عام ہو گئی ہے اور سیاح کا کام صرف یہ رہ گیا ہے کہ مخصوص ماحول اور حالات میں اپنے ذاتی اور انفرادی ردعمل کی وہ جھلک پیش کر دے جس سے قاری کی ذہنی وسعت اور انسان شناسی میں اضافہ ہو۔[۱۴]

قدیم سفر نامے زیادہ تر اصلاحی مقصد کے تحت لکھے گئے۔ تب ذرائع آمد و رفت محدود تھے اور دور دراز کی خبروں تک رسائی ناممکن تھی۔ ان حالات میں کوئی بیرونی ملک یا دوسرے علاقے کا سفر کر کے بھی آتا تو لوگ اس کی معلومات سے استفادہ کرتے۔ ڈاکٹر انور سدید سفر نامے کی علمی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

> مسافر نے اس سفر کے دوران جو مشاہدات جمع کیے اور تجربات سمیٹے ہیں ان میں دوسرے لوگ بھی شریک کر سکیں۔ قدیم سفر نامے میں اس قسم کا استفادہ عام کارِ خیر سمجھ کر بھی انجام دیا جاتا تھا اور سفر نامے اس مقصد کے تحت بھی لکھے جاتے تھے کہ آئندہ ان راہوں پر سفر کرنے والوں کو مناسب راہنمائی فراہم کر سکیں۔ سر سید احمد خان، شبلی نعمانی، محمد حسین آزاد اور متعدد دوسرے قدیم سفر نامہ نگاروں نے اس ذوقِ تحسین کی تسکین اور اس میں قومی منفعت کا زاویہ بھی شامل کیا اور علمی، تہذیبی اور تمدنی معلومات کے علاوہ جغرافیائی کوائف، تاریخی واقعات، بود و ماند کی معلومات کا بیش بہا خزانہ بھی پیش کر دیا۔[۱۵]

سفر نامے قاری کو لطف اندوز کرنے کے علاوہ علم و دانش کی بیش بہا دولت بھی فراہم کرتے ہیں۔ سیاح جس جگہ قدم رکھتا ہے وہاں کے جذبات کو سمیٹتا چلا جاتا ہے اور وہ زیادہ سے زیادہ معلومات اکٹھی کرنے کی

کوشش کرتا ہے تاکہ وہ جو کچھ اس نے دیکھا اور محسوس کیا ہے۔ اس میں دوسروں کو بھی شریک کرے۔ وہ اپنا زیادہ سے زیادہ وقت لوگوں میں گزارتا ہے۔ ایک سچے سیاح کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ ان دیکھے راستوں پر گھومنے میں لطف و تسکین محسوس کرتا ہے۔ جب کہ مسافر کی نظریں اپنی منزل کی جانب لگی ہوتی ہیں اور وہ صرف راستے میں آنے والی جزیات کو سمیٹنے پر ہی اکتفا کرتا ہے۔

یہ وہ سفر نامے ہیں جن میں مصنف کی توجہ کا مرکز علم اور اس کے متعلق معلومات ہوتی ہے۔ ان سفر ناموں میں ایسی معلومات فراہم کی جاتی ہے جو دوسروں کے لیے رہنمائی کا باعث بنے۔ سر سید احمد خان کا سفر نامہ مسافران لندن (۱۹۶۱ء)، محمد حسین آزاد کا سیر ایران (۱۸۸۶ء) اور شبلی نعمانی کا سفر نامہ مصر روم شام (۱۸۸۱ء) ایک خاص قومی مقاصد کے تحت لکھے گئے یہ سب سیر کی غرض سے بیرون ملک نہیں گئے تھے بلکہ ان کا مقاصد ان خزینوں تک رسائی کرنا تھا جنھیں اقوام مغرب لوٹ کر لے گئی تھی۔ ان کے سفر نامے علمی معلومات سے بھرپور ہیں۔ شبلی نعمانی کے سفر نامہ روم و مصر و شام سے ایک اقتباس ملاحظہ ہے کہ:

> علم یہاں ذریعہ دولت نہیں تاہم اس علاقے میں کثرت سے اہل علم اور مصنفین پیدا ہوئے اور اب بھی موجود ہیں خاص لبنان کے علماء و شعراء کے حال میں ایک مستقل کتاب لکھی گئی ہے۔ لیکن افسوس اور سخت افسوس ہے کہ یہ تمام علمی ترقی اور تصنیف و تالیف جو کچھ ہے۔ عیسائیوں کے ساتھ مخصوص ہے مسلمان ان چیزوں کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے۔[۱۶]

مسافران لندن سے یہ اقتباس دیکھیے:

> پس جو لوگ حقیقت میں ہندوستان کی بھلائی اور ترقی چاہتے ہیں۔ وہ یقین مان لیں کہ ہندوستان کی بھلائی صرف اس پر منحصر ہے کہ تمام علوم اعلیٰ سے لے کر ادنیٰ تک انہی کی زبان میں ان کو دیئے جائیں۔ میری یہ رائے ہندوستان کے ہمالیہ پہاڑ کی چوٹی پر بڑے بڑے حرفوں میں آئندہ ۸ زمانے کی یادگاری کے لیے کھود دیئے جائیں۔ اگر تمام علوم ہندوستان کو اسی زبان میں نہ دیئے جائیں گئے تو بھی ہندوستان کو شائستگی اور تربیت کا درجہ نصیب نہ ہو گا۔[۱۷]

سفر نامہ ایک ایسی مفید صنف ہے جو کہ علمی و ادبی، تہذیبی، معاشرتی، تاریخی، جغرافیائی معلومات میں اضافہ کرنے کا باعث بنتا ہے۔ سفر نامہ نگار نہ صرف تاریخی معلومات دینے پر اکتفا کرتا ہے بلکہ وہ ملکوں کی سیاست، مذہب، لوگوں کے رسم ورواج اور بود وباش کے متعلق بھی اپنی افتادِ طبع کے مطابق تحریر کرتا ہے جس سے قاری دوسرے ملک اور خطے سے واقف ہوتا ہے۔ پرانے سفر نامے معلومات فراہم کرنے کا ایک اہم ذریعہ سمجھے جاتے تھے کیونکہ اس وقت ذرائع آمد ورفت نے اتنی ترقی نہیں کی تھی کہ لوگ آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکیں اور دوسرے ممالک کے بارے میں جان سکیں۔ اس لیے لوگ سفر نامے سے مستفید ہوتے تھے۔ سفر نامے کی اہمیت کے بارے میں پروفیسر تنویر حسین لکھتے ہیں:

> سفر نامہ کسی ملک یا خطے کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کا مثبت ذریعہ فراہم کرتا ہے۔[۱۸]

سفر نامہ دنیائے ادب کی ایک دلچسپ اور اہم صنف ہے، اس لیے تمام زبانوں میں اسے تخلیق کیا گیا ہے۔ سفر نامہ دوسری اقوام کے تاریخی، ثقافتی، معاشی، سیاسی حالات، لوگوں کے رہن سہن اور معاشرت کو سامنے لاتا ہے اور سفر نامہ نگار مصلحِ قوم بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی باریک بین نگاہوں سے خامیوں اور خوبیوں کا تجزیہ بھی کرتا ہے۔ سفر نامہ ایک ایسی واحد صنف ہے جو کم وقت میں ہر طرح کی معلومات فراہم کرتا ہے۔ یہ معلومات ادبی، قومی اور انفرادی، زندگی کے ہر گوشے پر محیط ہے۔ سفر نامہ معلوماتی ہونے کے ساتھ ساتھ دلچسپ اور لطف سے بھرپور صنف ہے۔

حوالہ جات

۱۔ جعفری، رئیس احمد (مرتب)، سفر نامہ ابن بطوطہ (کراچی: نفیس اکیڈمی، ۱۹۶۱ء)، ص۳۔

۲۔ قدسیہ قریشی، اردو سفر نامے انیسویں صدی میں (نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۸۷ء)، ص۳۴۵۔

۳۔ رفیع الدین، ہاشمی، اصنافِ ادب (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء)، ص۱۸۸۔

۴۔ انور سدید، اردو ادب میں سفر نامہ (لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۸۷ء)، ص۴۶۱۔

۵۔ تنویر حسین، پروفیسر، اصناف ادب اردو (لاہور: مقبول اکیڈمی اردو بازار، ۲۰۰۹ء)، ص۲۲۹۔

۶۔ عبدالرحمان، مولوی، خلاصہ تحفۃ النظار (دہلی: جمال پریس، ۱۹۷۲ء)، ص۱۱۔

۷۔ قدسیہ قریشی، اردو سفر نامے انیسویں صدی میں، ص۴۰۔

۸۔ آزاد، محمد حسین، سیر ایران، مرتبہ: آغا محمد طاہر (لاہور: کریمی پریس، ۱۸۸۶ء)، ص۷۔

۹۔ یوسف خان کمبل پوش، عجائبات فرنگ (لکھنو: مطبع نول کشور، ۱۸۹۸ء)، ص۸۸۔

۱۰۔ انور سدید، اردو ادب میں سفرنامہ، ص۵۲۔

۱۱۔ قدسیہ قریشی، اردو سفر نامے انیسویں صدی میں ، ص۱۵۔

۱۲۔ نواب لیاقت جنگ بہادر، سفر نامہ یورپ و امریکہ (دکن: ۱۹۴۷ء)، ص۲۷۹۔

۱۳۔ قدسیہ قریشی، اردو سفر نامے انیسویں صدی میں، ص۷۰۔

۱۴۔ اسلم فرخی، ''کنارے کی دھوپ''، مشمولہ: دھوپ کنارہ از جمیل زبیری (کراچی: بیلا پبلی کیشنز، ۱۹۸۱ء)، ص۱۲۔

۱۵۔ انور سدید، اردو ادب میں سفرنامہ، ص۲۷۔

۱۶۔ نعمانی، شبلی، سفرنامہ روم و مصر و شام (دہلی: قومی پریس، ۱۸۸۱ء)، ص۴۹۔

۱۷۔ سر سید احمد خان، مسافران لندن (لاہور: مجلس ترقی اردو، ۱۹۶۱ء)، ص۸۔

۱۸۔ تنویر حسین، پروفیسر، اصناف ادب اردو (لاہور: مقبول اکیڈمی، ۲۰۰۹ء)، ص۲۳۰۔